تاجدارِ مدینہ

14-5-2012
محمد امام الدین عبد الرشید
تاجدارِ مدینہ
پبلشر: نیو سلور بک ایجنسی بھنڈی بازار، بمبئی ۳

ماہِ طیبہ

احمد رضا خاں صاحب فاضل بریلوی علیہ الرحمتہ

چمک تجھ سے پاتے ہیں سب پانیوالے
مرا دل بھی چمکا دے چمکانے والے

برستا نہیں دیکھ کر ابرِ رحمت
بَدوں پر بھی برسا دے برسانیوالے

مدینے کے خطّے خدا تجھ کو رکھے
غریبوں فقیروں کو ٹھہرانے والے

تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ
مرے چشمِ عالم سے چھُپ جانے والے

میں مجرم ہوں آقا مجھے ساتھ لے لو
کہ رستے میں ہیں جابجا تھانے والے

حرم کی زمیں اور قدم رکھ کے چلنا
ارے سَر کا موقعہ ہے او جانے والے

چل اُٹھ جبہ فرسا ہو ساقی کے در پر
درِ جود اے میرے مستانہ والے

ترا کھائیں تیرے غلاموں سے اُلجھیں
ہیں منکر عجب کھانے غرّانے والے

رہے گا یونہی ان کا چرچا رہے گا
پڑے خاک ہو جائیں جل جانیوالے

اب آئی شفاعت کی ساعت اب آئی
ذرا چین لے میرے گھبرانے والے

رضا نفس دشمن ہے دم میں نہ آنا
کہاں تم نے دیکھے ہیں چندرانے والے

ماہِ رسالت

شہزادۂ اعلیٰ حضرت حضور
مفتیٔ اعظم ہند دامت برکاتہم القدسیہ

تو شمعِ رسالت ہے عالم تیرا پروانہ
تو ماہِ جلالت ہے اے جلوۂ جانانہ

جو ساقیٔ کوثر کے چہرے سے نقاب اُٹھے
ہر دل بنے میخانہ ہر آنکھ ہو پیمانہ

دل اپنا چمک اٹھے ایمان کی طلعت سے
ہوں آنکھیں بھی نورانی اے جلوۂ جانانہ

سرشار مجھے کر دے اک جام لبالب سے
تا حشر رہے ساقی آباد یہ میخانہ

میں شاہِ نشیں ٹوٹے دل کو نہ کہوں کیسے
ہے ٹوٹا ہوا دل ہی اس شاہ کا کاشانہ

ہر پھول میں بو تیری ہر شمع میں ضو تیری
بلبل ہے ترا بلبل پروانہ ہے پروانہ

سنگِ درِ جاناں پر کرتا ہوں جبیں سائی
سجدہ نہ سمجھ زاہد سر دیتا ہوں نذرانہ

گر پڑ کے یہاں پہنچا مر مر کے اسے پایا
چھوٹے نہ الٰہی اب سنگِ درِ جانانہ

وَلی

رہبر آزالہ آبادی

پینے والے پی رہے ہیں بے خودی پوشیدہ ہے
کیا مرے ساقی تری دریا دلی پوشیدہ ہے

نورِ حق چہرے پہ ہے نورِ نبیؐ پوشیدہ ہے
چاند تو نکلا ہے لیکن چاندنی پوشیدہ ہے

ان کی ہر ہر بات میں عشقِ نبیؐ پوشیدہ ہے
ان کے ہی دامن میں فیضِ قادری پوشیدہ ہے

کس لئے مانگوں میں جا کر غیر سے آبِ حیات
میرے مُرشد کی نظر میں زندگی پوشیدہ ہے

اعلیٰ حضرت کی گلی میں مفتیٔ اعظم کو دیکھ
اک وَلی ہے سامنے اور اک وَلی پوشیدہ ہے

ان کے دامن سے جو لپٹا منزلوں کو پا گیا
اُولیاء کے راستوں میں راستی پوشیدہ ہے

اب چراغِ عشق لے کر ڈھونڈیئے تو ڈھونڈیئے
شمع تو روشن ہے لیکن چاندنی پوشیدہ ہے

رازِ حضرت مفتیٔ اعظم کی چشمِ پاک میں
غور سے دیکھو تو کیفِ سرمدی پوشیدہ ہے

سکوتِ شام

رازؔ الہ آبادی

ان کے بغیر ہم نشیں مجھ کو سحر بھی شام ہے
میرے لئے خزاں ہے وہ جس کا بہار نام ہے

آؤ وہاں چلو جہاں جلوۂ حُسن عام ہے
طُور سے آگے اے کلیم ایسا بھی اِک مقام ہے

ہم ہیں شراب ناب ہے ساقی ہے اور جام ہے
ایسی حسین شام کو کون کہے کہ شام ہے

جانے مجھے یہ کیا ہوا جینے سے تنگ آ گیا
غور کرو تو زندگی کتنا حسین نام ہے

پی کے جو بہک گیا رِند وہ رِند ہی نہیں
جس سے شراب اُبل پڑے جام وہ کوئی جام ہے

آنکھوں میں اشکِ غم لئے بیٹھے ہیں اپنا مُنہ لئے
آج ہماری زندگی جیسے سکوتِ شام ہے

رازؔ جہانِ عشق میں کس کو بتائیں رازداں
آج وفا کے بھیس میں جذبۂ انتقام ہے

محبّتِ سرکارِ دوعالم

علامہ اختر رضا خاں ازہری

نہاں جس دل میں سرکارِ دوعالم کی محبّت ہے
وہ خلوت خانۂ مولیٰ ہے وہ دل رشکِ جنّت ہے

خلائق پر ہوئی روشن ازل سے یہ حقیقت ہے
دوعالم میں تمہاری سلطنت ہے بادشاہت ہے

خدا نے یاد فرمائی قسم خاکِ کفِ پا کی
ہوا معلوم طیبہ کو دوعالم پر فضیلت ہے

سوائے میرے آقا کے سبھی کے رشتے تو فانی ہیں
وہ قسمت کا سکندر ہے جسے آقا سے نسبت ہے

یہی کہتی ہے رندوں سے نگاہِ مست ساقی کی
درِ مئے خانہ وا ہے میکشوں کی عام دعوت ہے

غمِ شاہِ دنیٰ میں مرنے والے تیرا کہنا کیا
تجھے لاتحزن تو کی تیرے مولیٰ سے بشارت ہے

اُٹھے شورِ مبارکباد ان سے جا ملا اختر
غمِ جاناں میں کس درجہ حسیں انجام فرقت ہے

لطفِ زندگی

حامد لکھنوی

جو یادِ مصطفٰےؐ سے دل کو بہلایا نہیں کرتے
حقیقت میں وہ لطفِ زندگی پایا نہیں کرتے

زباں پر شکوۂ رنج و الم لایا نہیں کرتے
نبیؐ کے نام لیوا غم سے گھبرایا نہیں کرتے

یہ دربارِ محمدؐ ہے یہاں ملتا ہے بن مانگے
ارے نادان یہاں دامن کو پھیلایا نہیں کرتے

سجا لے دل کی دنیا داغہائے عشقِ احمدؐ سے
یہ ایسے پھول ہیں جو کھل کے مرجھایا نہیں کرتے

اگر بوجہل بہرِ امتحاں آئے تو آنے دو
رسول اللہ ان باتوں سے گھبرایا نہیں کرتے

جگہ پائی ہے قسمت سے جنہوں نے کوئے طیبہ میں
وہ ذرّے چاند تاروں سے بھی شرمایا نہیں کرتے

یہ ہے دربار آقا کا یہاں اپنوں کا کہنا کیا
یہاں سے ہاتھ خالی غیر بھی جایا نہیں کرتے

ارے او ناسمجھ قربان ہو جا انکے روضہ پر
یہ لمحے زندگی میں بار بار آیا نہیں کرتے

حبیبِ کبریا کی شانِ رحمت تو ذرا دیکھو
ستم سہتے تو ہیں لیکن ستم ڈھایا نہیں کرتے

مزہ ملتا ہے جنکو سرورِ کونینؐ کے غم میں
وہ اپنی داستانِ غم کو دہرایا نہیں کرتے

جو ان کے دامنِ رحمت سے وابستہ ہیں اے حامد
کسی کے سامنے وہ ہاتھ پھیلایا نہیں کرتے

دونوں عالم کے سرکار آجائیے

از علامہ ارشد القادری

بہرِ دیدار مشتاق ہے ہر نظر دونوں عالم کے سرکار آجائیے
چاندنی رات ہے اور پچھلا پہر دونوں عالم کے سرکار آجائیے

سدرۃ المنتہیٰ عرش و باغِ ارم ہر جگہ پڑ چکا ہے نشانِ قدم
اب تو اک دفعہ اپنے غلاموں کے گھر دونوں عالم کے سرکار آجائیے

جلوہ گر سامنے پیکرِ نور ہو منکروں کا بھی سرکار رشک دُور ہو
کر کے تبدیل اک دن لباسِ بشر دونوں عالم کے سرکار آجائیے

تا ابد اپنی قسمت پہ نازاں رہے خاک ہو جائیں پھر بھی فروزاں رہے
دل کی بزمِ تمنا میں اک بار اگر دونوں عالم کے سرکار آجائیے

آخری وقت ہے اک بیمار کا دل مچلنے لگا شوق ہے دید کا
بجھ نہ جائے کہیں یہ چراغِ سحر دونوں عالم کے سرکار آجائیے

آج محشر میں محبوب کی دھوم ہے شانِ عز و کرم سب کو معلوم ہے
یوں لٹاتے ہوئے رحمتوں کے گہر دونوں عالم کے سرکار آجائیے

شامِ غربت ہے اور شہر خاموش ہے ایک ارشد اکیلا کفن پوش ہے
خوف کی ہے گھڑی وقت ہے پُر خطر دونوں عالم کے سرکار آجائیے

کوئے سرکار

شمسؔ الٰہ آبادی

کارواں حاجیوں کا اگر دیکھ کر اشک آنکھوں میں آئے تو میں کیا کروں
خواہشِ دیدِ طیبہ تو مدّت سے ہے لیکن قسمت نہ جائے تو میں کیا کروں

اک طرف خُلد ہے اک طرف اُن کا در میں نے طیبہ کو جنّت پر ترجیح دی
اپنی اپنی پسند اپنی اپنی نظر شیخ جنّت میں جائے تو میں کیا کروں

میں نے سرکار کو اپنا آقا کہا اس لئے میں نے جو مانگا مجھ کو مِلا!
جو سمجھتا نہیں اُن کو سرکارِ کُل وہ اگر کچھ نہ پائے تو میں کیا کروں

یا محمدؐ پکارا جو منجدھار میں خود ہی موجوں نے ساحل پہ پہنچا دیا
شِرک سمجھے جو امدادِ سرکار کو وہ اگر ڈوب جائے تو میں کیا کروں

شمسؔ ہے روز و شب میری دُعا کوئے سرکار میں موت آئے مجھے
آپ سے دُور رہ کر مرے مصطفےٰ چین مجھ کو نہ آئے تو میں کیا کروں

مدینہ عرشِ اعظم پر نہیں رُوئے زمیں پر ہے
مگر اس سرزمیں کو فوقیت عرشِ بریں پر ہے

شہِ معراج کا نقشِ قدم عرشِ بریں پر ہے
اب اس مٹی کا کیا کہنا سراپا جس زمیں پر ہے

محمد مصطفےٰ اصلِ علیٰ کا تلوۂ اقدس
شبِ معراج سردارِ ملائک کی جبیں پر ہے

وہاں سے صاحبِ معراج تنہا عرش پر پہنچے
جہاں سوزش کا غلبہ شہِ رُوح الامیں پر ہے

حدِ ادراک سے بالا ہے معراجِ شہِ بطحا
مگر اس کی صداقت اہلِ ایماں کے یقیں پر ہے

اگر ہے منکرِ معراجِ جسمانی تو اے زاہد
ریاکاری کے سجدوں کا نشاں تیری جبیں پر ہے

شبِ اسریٰ انہیں کے سر شفاعت کا بندھا سہرا
گنہ گاروں کی بخشش رحمۃ اللعالمیں پر ہے

مری جنت ہے اجملؔ وہ جہاں جنت کے مالک ہوں
یہیں جنت کے مالک ہیں مری جنت یہیں پر ہے

اجمل سلطانپوری

بہ تقریب عرس

جانِ بہشت

اجملؔ سلطانپوری

گناہ گار سہی اُمّتِ رسولؐ تو ہے
ہزار کانٹوں کے جھرمٹ میں ایک پھول تو ہے

بشر سے دُور سہی صاحبِ بشر سے نہیں
یہ کہکشاں قدمِ مُصطفےٰ کی دھُول تو ہے

نبیؐ کی ایک اہانت ہزار کفر کی جڑ ہے
اگرچہ لاکھ عبادت ہو، نا قبول تو ہے

بغیر حبِّ نبیؐ ہیں سبھی عمل بے کار
تمام عمر نمازیں پڑھو فضول تو ہے

مری زمیں تری جنّت سے کم نہیں رضواں
یہاں بہشت کی جاں روضۂ رسولؐ تو ہے

حضور رحمتِ عالم کی بزم میں اجملؔ
کلام نعت ترا قابلِ قبول تو ہے

چراغِ زندگی

اجملؔ سلطانپوری

کالی کملی اوڑھنے والے کا جلوہ دل میں ہے
روشنی ہر آنکھ کی پُتلی کے کالے تِل میں ہے

نور ہے نظروں سے پوشیدہ اُجالا دل میں ہے
چاند ہے بدلی میں لیکن چاندنی محفل میں ہے

روشنی میری نظر میں نور میرے دل میں ہے
اک چراغِ زندگی جلتا ہوا محفل میں ہے

چاند سے تشبیہ دوں کیوں رُوئے پاکِ شاہ کو
ان کا چہرہ آئینہ، دھبہ مہِ کامل میں ہے

جسم میں ہے جان اور ایمان میری جان ہے
میرے سینے میں ہے کعبہ اور مدینہ دل میں ہے

اپنے اجملؔ کو دکھا دیجے حضورؐ اپنا جمال
آپ کے دیدار کی حسرت ہمارے دل میں ہے

یارسول اللہ

راز الٰہ آبادی

متاعِ دیں کو اب کیسے بچائیں یارسول اللہ
ہمیں گھیرے ہیں پھر کافر گھٹائیں یارسول اللہ

اگر قسمت سے تم کو دیکھ پائیں یارسول اللہ
یہ مہر و ماہ بھی قربان جائیں یارسول اللہ

ہمارا ایک سجدہ بھی مقبول نہیں ہو سکتا
نمازوں میں جو تم کو بھول جائیں یارسول اللہ

مرا ایمان تو یہ ہے یقیناً آپ سنتے ہیں
مرے ٹوٹے ہوئے دل کی صدائیں یارسول اللہ

غموں کی دھوپ میں جلتی ہے کب سے زندگی اپنی
کب آئیں گی مدینے سے گھٹائیں یارسول اللہ

سگِ طیبہ سمجھ کر ہی پڑا رہنے دو طیبہ میں
کہاں تک ٹھوکریں در در کی کھائیں یارسول اللہ

مرے چھوٹے سے منہ کی اک بڑی سی بات سن لیجے
کسی دن خواب میں تشریف لائیں یارسول اللہ

مرے مرشد مدینے کو چلیں جب حاضری دینے
انھیں کے ساتھ مجھ کو بھی بلائیں یارسول اللہ

ہم ایسے ہزار لاکھوں ہوں تو تم سے چھپ نہیں سکتے
ہم اپنا راز تم سے کیا چھپائیں یا رسول اللہ

ادب کے موتی

قمر سلیمانی کانپوری

سکون پایا ہے بے کسی نے حدود غم سے نکل گیا ہوں
خیالِ حضور جب آ گیا ہے تو گرتے گرتے سنبھل گیا ہوں
کبھی میں شامِ ابد گیا ہوں کبھی میں صبحِ ازل گیا ہوں
تلاشِ جاناں میں کتنی منزل خدا ہی جانے نکل گیا ہوں
حرم کی تپتی ہوئی زمیں پہ جگر بچھانے کی آرزو تھی
بہارِ خلدِ بریں ملی تو دامن بچا کے نکل گیا ہوں
مرے جنازے پہ رونے والو قریب میں ہو بغور دیکھو!
مرا نہیں ہوں غمِ نبیؐ میں لباسِ ہستی بدل گیا ہوں
یہ شان میری یہ میری قسمت خوشا محبت ہے عقیدت
زباں پہ آتے ہی نامِ نامی ادب کے سانچے میں ڈھل گیا ہوں
بہ فیضِ حسّان ابنِ ثابت بہ رنگِ نعتِ نبیؐ اکرم!
قمرؔ میں شعر و سخن کی تہہ میں ادب کے موتی اگل گیا ہوں

نعتِ مقدّس

راہی بستوی

جس نے سرکار کو آفت میں پکارا ہو گا
ان کا ہر کام شہِ دیں نے سنوارا ہو گا

ہم گنہ گار جہنم میں جلائے جائیں
شافعِ روزِ جزا کو نہ گوارہ ہو گا

طیبہ میں آؤ نہ آؤ یہ مقدّر جانے
ہے یقیں قبر میں دیدار تمہارا ہو گا

ناخدا کو مرے غرقاب پکارے تو ذرا
دیکھتے دیکھتے طوفاں میں کنارا ہو گا

ہم تڑپتے ہیں تری یاد میں محبوبِ خدا
کب تلک آپ کا دیدار خدارا ہو گا

آج بھی چاند اِشاروں میں بتاتا ہے ہمیں
پھر فدا ہوں گے اگر حکم دوبارا ہو گا

کس طرف جاؤں نہیں ملتی ہے منزل راہی
راہبر آپ ہیں کب ہم کو اشارا ہو گا

مدینے چلئے

راہی بستوی

کیوں رہیں موردِ آفات مدینے چلئے
سب سنور جائیں گے حالات مدینے چلئے

چومنے کو ابھی مِل جائیں گے اے جذبۂ دل
ان کے قدموں کے نشانات مدینے چلئے

ان کا ادنیٰ سا اِشارہ بھی اگر ہو جائے
بگڑی بن جائے ہر اک بات مدینے چلئے

کب پہونچ جائیں وہاں چوم لیں چوکھٹ انکی
لے کے دل میں یہی جذبات مدینے چلئے

یہاں تو اک قطرۂ رحمت کو ترس جائیں گے
رحمتوں کی وہاں برسات مدینے چلئے

ہم بہت روز گئے میرِ حرمین کو راہی
ان سے ہو جائے ملاقات مدینے چلئے

ذکرِ نبی صلی اللہ علیہ وسلّم

حق کانپوری

دنیا کی مجھے فکر نہ عقبیٰ کی خبر ہے
اس وقت مری گنبدِ خضریٰ پہ نظر ہے

مسرور ہے دل اور مدینے کا سفر ہے
ہونٹوں پہ مرے ذکرِ نبی شام و سحر ہے

اے گردشِ دوراں تجھے کچھ اس کی خبر ہے
سرکارِ دو عالم کی مری سمت نظر ہے

اے صلِّ علیٰ دل کشی رُوئے محمدؐ
آئینہ میں خود جلوہ نما آئینہ گر ہے

اللہ کی تسبیح میں ہر ذرّہ ہے مشغول
طیبہ کی سحر گلشنِ جنّت کی سحر ہے

سرکار کا عاشق ہوں مقدر پہ ہوں نازاں
طیبہ مری منزل ہے تو جنّت مرا گھر ہے

جو نام کے مسلم ہیں خدا اُن سے بچائے
ایمان کی غیرت ہے نہ اللہ کا ڈر ہے

آدمؑ سے بھی پہلے مرے سرکار نبیؐ تھے
گستاخ ہیں وہ لوگ جو کہتے ہیں بشر ہے

پُر کیف مرے دن ہیں مُبارک مری راتیں
یہ رحمتِ عالم کی محبّت کا اثر ہے

مسرور ہوا راہ رَوِ راہِ مدینہ
جو خُلد میں پہنچائے یہ وہ راہ گذر ہے

اے حقؔ درِ والا سے اُٹھائے نہ اُٹھے گا
یہ سر شہِ کونین کے دیوانے کا سر ہے

دِل کی صَدا

قمر سلیمانی

دل صدا یہ دیتا ہے بار بار سینے سے
میں فدائے احمدؐ ہوں عشق ہی مدینے سے

جھوم کر جب اُٹھتی ہے موجِ نور سینے سے
صاف دیکھ لیتا ہوں عرش کو مدینے سے

یادِ سرورِ عالم اے انیسِ شامِ غم
آ تجھے لگا لوں میں بے قرار سینے سے

تیرے عکس پہ قرباں ماہِ لیلۃ الاسریٰ
چاند بھی ہے شرمندہ دل کے آبگینے سے

چشمِ ساقیٔ کوثر کے خم اُلٹ بھی دے
سیر تو نہیں سکتا اک جام کے پینے سے

قلبِ مضطرب دیکر نعمتِ دوعالم دیدی
مِل گیا مجھے سب کچھ عشق کے خزینے سے

رحمتِ دوعالم کی اک نگاہ کافی ہے
اے قمرؔ نہ گھبرانا ڈوبتے سفینے سے

دو عالم کا آسرا

راز الٰہ آبادی

حشر کے دن کوئی آسرا چاہیئے
گوشۂ دامنِ مصطفےٰ چاہیئے

میرے ٹوٹے ہوئے دِل کو کیا چاہیئے
جلوہ گاہِ حبیبِ خدا چاہیئے

اک طرف خلد ہے اک طرف اُن کا در
سوچتا ہوں کدھر دیکھنا چاہیئے

میں نے یہ کہہ کر خلدِ بریں چھوڑ دی
صرف مجھ کو درِ مصطفےٰ چاہیئے

یوں نہ سمجھو گے تفسیرِ قرآن کو
پہلے عشقِ حبیبِ خدا چاہیئے

بخش کر مجھ کو کونین کی دولتیں
پوچھتے ہیں تجھے اور کیا چاہیئے

خاکِ طیبہ اُڑا کے بھی لائی نہ تو
تجھ کو ایسا نہ بادِ صبا چاہیئے

راز تم کو خدا بخش دے گا مگر
ہاتھ میں دامنِ مصطفےٰ چاہیئے

شہرِ مصطفیٰ

راز الہ آبادی

میرے کملی والے کی شان ہی نرالی ہے
دو جہاں کے داتا ہیں اور ہاتھ خالی ہے
خلد جس کو کہتے ہیں اپنی دیکھی بھالی ہے
سبز سبز گنبد ہے سُنہری جالی ہے

چھاؤں مہکی مہکی ہے دھوپ ٹھنڈی ٹھنڈی ہے
شہرِ مصطفیٰ تیری بات ہی نرالی ہے
چاند کی طرح ان کو ہم کہیں تو مجرم ہیں
کیونکہ ان کی چوکھٹ پر چاند خود سوالی ہے

اُس کے لاکھ سجدے بھی کام آ نہیں سکتے
عظمتِ محمد سے قلب جس کا خالی ہے
ہم گنہ گاروں کو رب سے بخشوا لیں گے
ان کے رب نے کب ان کی کوئی بات ٹالی ہے

سرزمینِ کعبہ بھی سرزمینِ طیبہ بھی
یہ بھی نور والی ہے وہ بھی نور والی ہے
فاطمہ کی چادر بھی اور ان کی کملی بھی
یہ بھی نور والی ہے وہ بھی نور والی ہے

عارضِ محمدؐ سے گیسوئے محمدؐ تک!
صبح بھی انوکھی ہے شام بھی نرالی ہے

روز بھیک ملتی ہے ان کے بابِ رحمت سے
دامنِ طلب اپنا کیوں کہوں کہ خالی ہے

یہ بھی اک توجہ ہے میرے پیر و مرشد کی
رازؔ میں نے کچھ دن سے یہ شکل بنالی ہے

تصوّرِ مدینہ

بیکلؔ اتساہی بلرامپوری

تصوّر میں مدینہ کی جہاں تصویر بنتی ہے
وہیں یہ زندگی کی ہر ادا تنویر بنتی ہے

یہ خاکِ پاک ہے سرکارِ دو عالم کی چوکھٹ کی
یہی ایمان والوں کے لئے اکسیر بنتی ہے

کوئی کہدے منافق سے ادب سے چل کے وہ دیکھے
درِ محبوب دو اں پر ہر اک تقدیر بنتی ہے

اس کے در جھکتی ہیں یہ دو عالم کی تقدیریں
جوان پہ مٹ گئی وہ ذات عالم گیر بنتی ہے

یہ صدقہ ہے شہِ ہر دوسرا کی نعت گوئی کا
تری ہر بات بیکلؔ بزم میں دل گیر بنتی ہے

بارشِ رحمت

حیات بنارسی

مرے نبیؐ سا کوئی صاحبِ کمال نہیں — یہ وہ رسول ہیں جنکی کوئی مثال نہیں
کوئی اویس کوئی ہمسرِ بلال نہیں — ترے غلاموں کی آقا کوئی مثال نہیں
وہ جب بھی چاہیں مدینے میں ہمکو بُلوائیں — ہمیں مجال ہے اُنکے لئے محال نہیں
درِ رسولؐ تک آئے بغیر حکمِ رسولؐ — بشر تو کیا ہیں فرشتوں کی بھی مجال نہیں
وہ حُسن ہے کہ خدائی نثار ہوتی ہے — جمال ایسا کہ یوسفؑ کا بھی جمال نہیں
کسی کے حق میں کبھی بددعا نہ آپ نے کی — کسی کے ظلم کا دل میں کوئی ملال نہیں
اُسے عروج کی منزل نہ مل سکے گی کبھی — جسے کہ عظمتِ سرکارؐ کا خیال نہیں
اشارہ ایسا کہ سورج پھرے قمر شق ہو — بجز حضورؐ کسی میں بھی یہ کمال نہیں
یہ جبرئیل نے سدرہ پہ عرض کی کہ حضور — قدم بڑھانے کی آگے مری مجال نہیں
پلک نہ جھپکی کہ لوٹ آئے جا کر عرش سے آپؐ — فضا میں چاند اُڑا تو کوئی کمال نہیں
وہی خدا ہے محمدؐ وہی نماز وہی — اذاں وہی ہے مگر جذبۂ بلالؓ نہیں

حیات ہوتی ہے ہر اک پہ بارشِ رحمت
یہاں پر شاہ و گدا کا کوئی سوال نہیں

نشانِ قدم

اجملؔ سلطان پوری

بھیڑ پروانوں کی ہے گنبدِ خضریٰ کے قریب
کھنچ کے بیمار چلے آئے مسیحا کے قریب

ہر کرن ریشِ منوّر کی تجلّی افروز
لَن تَرَانِیْ کا ہے ہالہ رُخِ زیبا کے قریب

ہر نشانِ قدم ناز ہے معراج بکف
اَوجِ سدرہ سے بلند عرشِ معلّیٰ کے قریب

میرے رب کو جو مری قیس مزاجی تھی پسند
اس لئے خُلد اُتاری گئی خضریٰ کے قریب

قبر میں تین سوالات کٹھن تھے لیکن
میرے سرکارؐ نے آسان کیا آکے قریب

اس ندامت پہ جہنم بھی ہو پانی پانی!
حشر ہوگا جو گنہ گار کا آقا کے قریب

ان کے کوچہ کا ہر اک ذرّہ ہے خورشید جمال
کہکشاں گرد ہے اجملؔ مہِ طیبہ کے قریب

چہرۂ زیبا

بیکل اُتساہی

دھڑکنوں تم ہی کہو وقت وہ کیسا ہوگا
سامنے آنکھوں کے جب گنبدِ خضریٰ ہوگا

اے اجل تجھ کو اس وقت ٹھہرنا ہوگا
جب مرے ہونٹوں پہ ذکرِ شہہِ بطحا ہوگا

جائیں دوزخ کی طرف سرورِ عالم کے قدم
کیسے یہ جوشِ مشیت کو گوارہ ہوگا!

آ اِدھر روح کی ہر تہہ میں سمو لوں تجھ کو
اے ہوا تو نے تو سرکار کو دیکھا ہوگا

لاکھ تم عمر عبادت میں گذار و لیکن
وہ جسے چاہیں گے سجدہ وہی سجدہ ہوگا

ان کا بیکل ہوں مجھے خوف نہیں محشر میں
سامنے میرے تو سرکارؐ کا چہرہ ہوگا

سجدۂ شمشیر

قمر سلیمانی

دیوانۂ عشقِ احمدؐ کو زنجیریں سجدہ کرتی ہیں
بیدار مقدّر والوں کو تقدیریں سجدہ کرتی ہیں

میلادِ نبیؐ کا دن آیا توحید کا پرچم لہرایا
اے صلِّ علیٰ بت خانوں میں تصویریں سجدہ کرتی ہیں

کسریٰ کا مکاں قیصر کا محل مائل بہ زمیں ہے سر کے بل
بنیادِ دو عالم آتے ہیں تعمیریں سجدہ کرتی ہیں

اللہ رے کلام اس اُمّی کا ہر لفظ مکمّل جملہ ہے
صہبائے زمانہ ششدر ہیں تقریریں سجدہ کرتی ہیں

حسنینؓ صفت جو بن کے رہے ہر ظلم سہے اور اُف نہ کرے
اس مردِ مجاہد کے آگے شمشیریں سجدہ کرتی ہیں

سکونِ دو عالم

کوثر امجدی قادری بلیاوی

آئے حیاتِ نوشۂ لطفی لئے ہوئے
عالم کے رنج و غم کا مداوا لئے ہوئے

آنکھیں ہیں ان کا حسنِ سراپا لئے ہوئے
دل ہے خیالِ گنبدِ خضریٰ لئے ہوئے

نازاں ہے کوئی دولتِ دنیا لئے ہوئے
اور ہم ہیں رحمتوں کا سہارا لئے ہوئے

دار الشفاء ہے وہ درِ مختارِ کائنات
آتے ہیں اپنا درد مسیحا لئے ہوئے

غمگین ہے بے وسیلہ ہمیں خوف و حزن کیا
ہم تو ہیں اولیاء کا وسیلہ لئے ہوئے

آئیں گے میرے بعد شہنشاہِ دو جہاں
مژدہ یہ آئے حضرت عیسیٰ لئے ہوئے

اے کاش ہوتے امتِ خیر الوریٰ میں ہم
کتنے نبی گئے یہ تمنا لئے ہوئے

صدیق سوئے طیبہ چلے فخر و ناز سے
کاندھے پہ اپنے کعبے کا کعبہ لئے ہوئے

بحرِ الم میں جب بھی پکارا کہ یا نبیؐ
آئے وہیں حضور سفینہ لئے ہوئے

کیونکر نہ جگمگائے ہماری لحد کی خاک
آتے ہیں جب وہ نور کی دنیا لئے ہوئے

سب جانیوالے آہ مدینہ چلے گئے
ہم رہ گئے حضور ارادہ لئے ہوئے

بس تک رہے ہیں آپکی جانب شہِ امم
ہم اپنی حسرتوں کا جنازہ لئے ہوئے

ہر شعبۂ حیات کو کوثر سکوں ملا
آئے حضور ایسا طریقہ لئے ہوئے

مرے حضور کے اعجاز کی مثال نہیں

راہی بستوی

مرے حضور کا ملنا کوئی محال نہیں
ابھی تو دل میں مرے جذبۂ وصال نہیں

نبی تو آئے بہت اور بڑے کمال کے ساتھ
حضور جیسا کسی میں مگر کمال نہیں

ہیں بے مثال رُوئے مصطفےٰ کے لیل و نہار
مرے حضور کے اعجاز کی مثال نہیں

گئے ہیں سرورِ عالم وہاں شبِ معراج
کسی بشر کا جہاں تک گیا خیال نہیں

جو ان کے در کے بھکاری کریں نگاہِ کرم
تو تخت و تاج کا ملنا کوئی محال نہیں

شرف غلامی کا جس کو بخش دیں راہی
تو کائنات میں اس جیسا خوش خصال نہیں

دربارِ مدینہ

راہی بستوی

جس نے بھی خواب میں دربارِ مدینہ دیکھا
اپنی تقدیر کا کھلتا ہوا زینہ دیکھا

جس نے سرکارِ مدینہ کو پکارا دل سے
اس نے لگتا ہوا ساحل سے سفینہ دیکھا

جلوۂ طور کی واللہ اسے کیا حاجت
جس نے نورِ رُخِ سرکارِ مدینہ دیکھا

رُخ سے جب ماہِ مدینہ نے ہٹائے گیسو!
میں نے خورشید کے ماتھے پہ پسینہ دیکھا

جاتی ہے جس کی چمک چرخِ بریں تک راہیؔ
گنبدِ پاک کو اک ایسا نگینہ دیکھا

طیبہ کا نظارہ

راہی بستوی

سرکارِ دو عالم کر دو کرم طیبہ کا نظارہ ہو جائے
مدّت سے جو ہے دل کا پورا ارمان ہمارا ہو جائے

اب ہند میں جینا مشکل ہے بلوالو اپنی چوکھٹ پر
جنّت بھی ملے ٹھکرا دوں اگر طیبہ میں گذارہ ہو جائے

دل روتا ہے آنکھیں روتی ہیں جب حج کا مہینہ آتا ہے
جاتا ہے وہی دیوانہ جو اے آقا تمہارا ہو جائے

دولت نہ سہی غربت ہی سہی دل پر تو کرم ہے آقا کا
قدموں میں گریں چاند اور سورج گر اُن کا اشارا ہو جائے

دنیا نہ ہنسے اب راہی پر اے آقا مدینے بلوالو
ارمان ہے گنبدِ خضریٰ کا اس کو بھی نظارہ ہو جائے
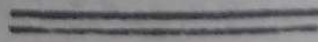
نگاہوں کی جنّت

مولانا کوثر امجدی بلیاوی

مدینہ سے دِل کش ہوا آرہی ہے
درِ خواجہ کو خوب مہکا رہی ہے

ہے اجمیر میں بھی مدینہ کا جلوہ
وہیں سے یہاں روشنی آرہی ہے

کشش ہے عجب تیرے روضہ کی خواجہ
جبینِ عقیدت جھکی جا رہی ہے

شب و روز ہوتی ہے قرآن خوانی
کہیں نعتِ سرور پڑھی جا رہی ہے

اِدھر تارا گڑھ ہے اُدھر انا ساگر
بہر سمت خلقت کھنچی جا رہی ہے

ترے روضۂ پاک کا تاج زرّیں!
نسیمِ جناں جس سے ٹکرا رہی ہے

غریبوں کی صف میں ہیں شاہانِ عالم
یہاں سب کی جھولی بھری جا رہی ہے

تصدق میں حسنینؓ کے میرے خواجہ
کرم ہو کہ نازک گھڑی آرہی ہے

جو ہاتھوں میں ہے میرے خواجہ کا دامن
بلا سب اسی سے ٹلی جا رہی ہے

وہ رونق ہے اجمیر میں اللہ اللہ
نگاہوں میں جنّت بسی جا رہی ہے

مسلماں ہیں خوش نعمتِ حاضری سے
رُخِ دیو پر مُردنی چھا رہی ہے

ہیں خواجہ کے سب اور سب کے ہیں خواجہ
کہ مخلوق دَوڑی چلی آرہی ہے

شب و روز بارانِ رحمت کا یہ منظر
سدا رحمتوں کی گھٹا چھا رہی ہے

شہنشاہ ہندوستاں پھر بُلا لو
جُدائی تو کوثر کو تڑپا رہی ہے

سلامِ امیر

بہ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم

وہ بزمِ خاص جو دربارِ عام ہو جائے
امید ہے کہ ہمارا اسلام ہو جائے

اِدھر بھی اک نگہہِ لطفِ عام ہو جائے
کہ عاشقوں میں ہمارا بھی نام ہو جائے

یہ آرزو ہے اک بار زندگانی میں
درِ حضور پہ حاضر غلام ہو جائے

بُلا لو جلد مدینہ میں یا رسول اللہ
کہیں نہ عمرِ دوروزہ تمام ہو جائے

مدینہ جاؤں پھر آؤں دوبارہ پھر جاؤں
تمام عمر اسی میں تمام ہو جائے

طلب نہ باغِ ارم کی نہ خواہشِ جنّت
عطا مجھے درِ خیر الانام ہو جائے

طلب خدا سے کسی چیز کی نہیں ہم کو
نیاز مندوں کا مقصد تمام ہو جائے

تری جنابِ مقدّس میں سرورِ عالم
قبول سب کا درود و سلام ہو جائے

خدایا دین کو دنیا میں یوں ترقی دے
کہ ساری دنیا میں اسلام عام ہو جائے

نگاہِ ناز کا صدقہ نیاز مند ہیں ہم
کبھی قبول ہمارا سلام ہو جائے

بُلائیے ہمیں محشر میں حوض کوثر پر
کہ سیر آپ کا یہ تشنہ کام ہو جائے

بُلا لو جلد مدینے میں ہے امیرؔ کو خوف
کہیں نہ عمرِ دوروزہ تمام ہو جائے

سلام

گلِ باغِ رسالت پہ لاکھوں سلام
اس بہارِ شریعت پہ لاکھوں سلام

سرِ تاجِ نبوّت پہ لاکھوں سلام
دُرِ دریائے رحمت پہ لاکھوں سلام

شمعِ بزمِ رسالت پہ لاکھوں سلام
راہبرِ راہِ اُلفت پہ لاکھوں سلام

جس کے سایہ میں عاصی چھپے حشر میں
ایسے دامانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

جس نے آغوشِ رحمت میں اپنی لیا
اس کی ایسی محبّت پہ لاکھوں سلام

فکرِ اُمّت میں جس کے لئے روز و شب
ایسے حامیٔ اُمّت پہ لاکھوں سلام

جس کی صورت سے ظاہر ہو شانِ خدا
ایسی نورانی صورت پہ لاکھوں سلام

جس نے باغِ دو عالم کو مہکا دیا
اسکی زلفوں کی نکہت پہ لاکھوں سلام

جس نے محمود روشن کئے دو جہاں
اسی شمعِ ہدایت پہ لاکھوں سلام

ختم شُد